مکتبہ افکارِ رضا

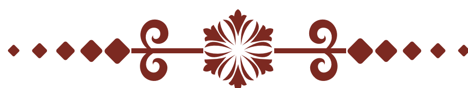
غیرِ نبی پر علیہ السلام کا اطلاق

علمی و تحقیقی رسالہ

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و مامضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

غیرِ نبی پر علیہ السلام کا اطلاق



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی

اَفکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالے کا نام	غیرِ نبی پر "علیہ السلام" کا اطلاق
کاوش	سید کامران عطاری مدنی
صفحات	42
اشاعت	---
مکتبہ	مکتبہ افکارِ رضا
رابطہ	+923155322470

فہرست

پہلے اسے پڑھیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ پاک نے اپنے برگزیدہ بندوں، انبیاء علیہم السلام کو وہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے جس کی گردِ راہ تک عقلِ انسانی کی رسائی نہیں۔ کہیں انہیں عالمین سے بلند ہونے کی بشارتیں سنائی ہیں تو کہیں ان کے ناز و وجاہت کو بیان کیا ہے۔ کسی کو ابو البشر بنا دیا تو کسی کو رحمۃ للعالمین کا مژدہ سنایا۔ الغرض تمام انبیاء علیہم السلام کو نہایت ہی بلند اور شرف والا مقام عطا فرما کر عصمت کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا اور ساری مخلوق کو ان کی پیروی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اسی شان و شوکت اور عظمت کے پیش نظر مسلمانوں کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، جس میں عاجزی و انکساری اور احترام کی نمایاں جھلک نظر آتی ہے بلکہ یہ سب تعلیمات خود رب تعالیٰ نے بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں۔ لہٰذا ان بزرگ ہستیوں کے ذکر کے وقت مسلمانوں کے سر ان کی بلند و بالا شان کے آگے احترام سے جھک جاتے ہیں۔ مگر فی زمانہ بڑھتے ہوئے الحاد، دین سے دوری اور دینِ اسلام کے خلاف بڑھتی ہوئی سازشوں میں مقدساتِ دینیہ کی عظمت کو کم کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ کہیں یہود و نصاریٰ اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں تو کہیں اسلام کے نام لیوا، دین کے نام پر کھلواڑ کر رہے ہیں۔ لہٰذا، اسی عظیم امر کے واسطے یہ چند کلمات ایک رسالہ کی صورت میں پیش کیے جا رہے ہیں جو عظمت انبیاء کی اہمیت کے سلسلہ میں ہماری تربیت کا پیش خیمہ ہیں۔

غیرِ انبیاء پر دُرود و سلام پڑھنے کی ممانعت کا حکم بھی در حقیقت عظمتِ انبیاء علیہم

السلام کا دفاع ہے۔ جنہوں نے ائمہ کے لیے وہ اُمور بیان کیے ہیں جس کی شرع میں قطعاً گنجائش نہیں۔ روافض نے ائمہ اہلِ بیت کے لیے وہ احکامات ثابت کیے ہوئے ہیں جو انبیاء کے ساتھ خاص ہیں۔ بلکہ ان کے ہمنوا، تفضیلی حضرات بھی اسی ڈگر پر چلتے جا رہے ہیں، جن کی مختلف امور میں بعض صحیح العقیدہ بھولے بھالے سنی احباب بھی اتباع کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا جو بھولے بھالے سنی بھائی ان کے عقائد و معمولات کی طرف بڑھ رہے ہیں تو انہیں بہر حال اس طرح کے اُمور سے پرہیز لازم ہے۔

یہ رسالہ ”غیر نبی پر علیہ السلام کا اطلاق“ اسی افہام و تفہیم کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے تاکہ عام مسلمان بھی اس کی روشنی میں اپنی اصلاح کر سکیں۔ اللہ پاک اس کاوش کو اپنی پاک و بلند بارگاہ میں قبول فرما کر اسے امتِ مصطفیٰ کے لیے نفع بخش بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

مقدمہ

الحمد للہ الذی ھدانا الی الصراط المستقیم ونجانا من القوم الظالمین والصلاۃ والسلام علی خیر الانام و خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ و صحبہ اجمعین الی یوم الدین. اَمَّابَعْد:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام وہ رحمتوں، برکتوں اور عظمتوں والا دین ہے جس کے خود نام میں امن، سکون اور سلامتی کا پیغام چھپا ہوا ہے۔ اسلام کا معنیٰ و مفہوم ہی سلامتی و دائمی سکون ہے اور جو شخص اس کے دامنِ کرم میں پناہ لیتا ہے وہ دنیا و آخرت کی سچی اور دائمی سلامتی کی راہ پالیتا ہے۔ وہ لوگ جو دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اسی حال میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو وہ دنیا و آخرت میں ہمیشہ کی فلاح حاصل کر لیتے ہیں۔

اللہ پاک نے اس دینِ متین میں آنے کے بعد یقینی کامیابی و کامرانی کے حصول کے لیے اپنے بندوں کو کچھ ذمہ داریاں اور احکام بھی دیے ہیں جن کی اتباع سے یہ عظیم نعمت، بندے کو عام انسان سے اشرف المخلوقات کے درجہ میں پہنچادیتی ہے اور اگر اس کے احکامات و ہدایات سے منہ پھیرا جائے تو قریب ہوتا ہے کہ بندہ اس کے نتیجے میں جہنم کے گڑھوں میں گر جائے۔ لہٰذا اسلام اپنے ماننے والوں کو مختلف طرح کے احکام دیتا ہے جن کے ذریعہ وہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں سمیٹ لیتے ہیں۔ بعض امور استحباب کا درجہ رکھتے ہیں جو کہ فرائض کی تکمیل اور محرمات سے اجتناب میں معاون و مددگار ہوتے ہیں تو ان کا بھی لحاظ چاہیے۔

سلام کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظِ سلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ (س،ل،م) تین حرف ہیں۔ لغوی لحاظ سے یہ لفظ امن، حفاظت، عافیت، خیر اور آفات سے نجات کے معنی میں آتا ہے۔ اصطلاحی طور پر یہ لفظ اللہ پاک کے مبارک صفاتی نام، تحیۃ کے الفاظ اور دعائیہ کلمات کے طور پر آتا ہے۔ اس اعتبار سے لفظِ سلام کے مختلف استعمالات ہیں۔ یہاں اس رسالہ میں یہ ایک خاص معنٰی میں ہونے کے لحاظ سے مرکزِ گفتگو ہوگا کہ انبیاء کے علاوہ کے لیے علیہ السلام کے الفاظ کا اطلاق کرنے کا سیاق وسباق کیا ہے اور دیگر افراد کے لحاظ سے اس کی کیا حیثیت ہے۔

ہم سب لوگ اس دنیا میں ایک خاندان، معاشرہ، قوم، ملک بن کر رہتے ہیں جہاں ہمیں بہت سارے اجتماعی اصول وضوابط کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے، تاکہ ہم دین و دنیا کے لحاظ سے مطمئن زندگی گزار سکیں۔ اس لحاظ سے بہت مرتبہ ہم اجتماعی مفاد کے پیش نظر کچھ درست اور فی نفسہ مفید باتوں کو نقصانات و خارجی امور کے سبب چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ ہم پر چھوڑنا، لازم کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر جائز و درست بات کا ہر وقت وقوع درست ہونا لازم نہیں ہوتا بلکہ بہت مرتبہ اس سے احتراز کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ اصول یاد رکھا جائے کہ بہت مرتبہ کوئی کام درست ہوتا یا لفظ کا معنٰی و مفہوم درست ہوتا ہے لیکن اس کا وقوع یا اطلاق درست نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ہیلمٹ (Helmet) پہننا کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ اس کے بغیر کوئی یقینی نقصان ہو لیکن ممکنہ احتمال کے پیشِ نظر سب کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی پابندی کریں۔ اسی طرح ہر شخص حقیقت میں اپنے ملک و قوم کا محافظ ہوتا ہے مگر اس کے پیشِ نظر وہ خود کو فوج یا

پولیس کا بندہ نہیں ظاہر کر سکتا کہ ان کی طرح امور سرانجام دے بلکہ عرف عام میں یہ مخصوص لوگ ہی ہوتے ہیں جن کے پاس یہ اختیارات ہوتے ہیں۔

فاسق کی تعظیم کی ممانعت

اس تمہید کے بعد اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لفظِ سلام کے مختلف اطلاقات ہیں جہاں موقع محل کے لحاظ سے اس کے احکام بدل جاتے ہیں۔ مثلاً دوسرے مسلمان کو سلام کرنا، اس کی قرآن واحادیث میں بہت ترغیبات دلائی گئی ہیں، بلکہ خود قرآن میں واضح احکام موجود ہیں، مگر اس کے باوجود کفار، بدعتی اور فاسق شخص کو سلام میں پہل کرنا منع ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں ان کی توہین کا حکم ہے جبکہ سلام کرنا ایک طرح کی تعظیم ہے تو اس وجہ سے سلام میں پہل سے ممانعت کر دی گئی ہے۔ اب یہاں بھی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ فاسق مسلمان ہی ہوتا ہے تو اس کے لیے سلامتی کی دعا کیوں نہیں کر سکتے کہ سلام کرنا گویا دعا دیناہی ہے، لیکن یہاں اس کا یہ قیاس وتوجیہ درست نہیں ہے، کیونکہ فاسق کے لیے دعا کرنا اگرچہ جائز ہے، مگر سلام میں پہل کرنا ایک طرح کی تعظیم ہے اور قرآن و حدیث میں فاسق کی تعظیم سے ممانعت کر دی گئی ہے لہٰذا اس حکمِ شرع کی اتباع لازم ہے۔ اسی طرح بہت سارے دیگر الفاظ وامور ہیں جن کی اصل مشروع ہونے کے باوجود کسی عارض کے سبب ان سے ممانعت ہو جاتی ہے جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ یہاں ذیل میں نفسِ مسئلہ کی تقریر ملاحظہ فرمائیں۔

جمہور علماء کا اتفاق

غیر انبیاء کے لیے "علیہ السلام" کا اطلاق ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں جمہور علماء کا اتفاق ہے بلکہ متأخرین علماء نے اس پر اجماع کا دعوی بھی کیا ہے کہ اب غیرِ انبیاء کے

لیے اس کا اطلاق درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کلمات انبیاء کے ساتھ ہیں اور اہلِ بدعت بدمذہب گروہ روافض کا شعار ہے کہ وہ ائمہ کو معصوم سمجھتے ہیں اور ان کے لیے وہی احکام ثابت کرتے ہیں جو انبیاء کے ساتھ خاص ہیں، بلکہ بعض معاملات میں انبیاء سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔

وحی باطنی اور عقیدہ معصومیتِ ائمہ کارد

اسی وجہ سے الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہلِ بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان لوگوں کا مسلک باطل ہے ان کے مسلک کا بطلان (غلط ہونا) امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غوروفکر سے کھل جاتا ہے۔" اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ روافض کہتے ہیں: امام معصوم کی اطاعت فرض ہوتی ہے اور یہ وحی باطنی کے طور پر الہام کے ذریعہ احکام حاصل کرتے ہیں اور ان کے اجتہاد و الہام میں کوئی خطا نہیں ہوتی اور وہ اس کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ لوگوں کے واسطے امام کو مقرر کرتا ہے کہ وہ ان کو احکامِ الٰہی پہنچا دے۔ حالانکہ نبوت کے معنٰی میں یہی خصلتیں ہیں (جو انہوں نے بیان کی ہیں)۔ کیونکہ نبی کی تعریف یہی ہے کہ بعثہ اللہ لتبلیغ الاحکام یعنی "اللہ ان کو احکام پہنچانے کے واسطے بھیجتا ہے۔" تو اس تعریف کا حاصل یہی امام کو مقرر کرنا اور اس کی اطاعت فرض قرار دینا ہوا تو یہ لوگ درحقیقت ختمِ نبوت کے قائل نہیں ہیں، بلکہ ان اماموں

کے واسطے نبوت ثابت کرتے ہیں، اگرچہ نبوت کا نام نہ لیں۔ کیا اس عقیدہ سے بھی کوئی اور بدتر عقیدہ ہے؟[1]

باطل نظریہ

اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ روافض ائمہ کو کئی مسائل میں انبیاء کے برابر بلکہ بڑھ کر مانتے ہیں جس وجہ سے انبیاء کے مسائل واحکام کو ائمہ کے لیے ثابت کرتے ہیں۔ یہیں سے ظاہر ہو گیا ہے کہ اہلِ سنت کے مذہب میں انبیاء سے خطائے اجتہادی کا سرزد ہونا جائز ہے جبکہ یہ روافض ائمہ کو خطائے اجتہادی سے بھی معصوم جانتے ہیں جو کہ قطعاً باطل نظریہ ہے۔

متأخرین کا اتفاق

لہٰذا، اسی سوچ کو پروان چڑھاتے ہوئے "علیہ السلام" جو صدرِ اول سے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ لکھا جاتا تھا اور ان ہی کے ساتھ خاص تھا تو وہ ان روافض بدعتی لوگوں نے ائمہ کے ناموں کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ فی نفسہ اس کا اطلاق غلط نہیں تھا کہ سلامتی کی دعا تھی، جبھی تو بعد کے بعض ائمہ اہلِ سنت نے بھی اس کا اطلاق کیا ہے مگر ان ائمہ اہلِ سنت کی نیت وغیرہ میں کوئی فساد نہیں تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت یہ ان کی نظر میں روافض کے شعار کے طور پر بھی نہیں تھا تو انہوں نے اس میں حرج نہ سمجھا مگر بعد کے ادوار میں یہ واضح ہو گیا ہے اور پھر روافض نے اس کا التزام کر لیا اور ان کی نیت و عقیدہ میں بھی فتور تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس سے

(1) الانتباہ فی سلاسل الاولیاء (مترجم)، ص 8-9، عباسی کتب خانہ کراچی، رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی، رسالہ الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، 1/131 تصوف فاؤنڈیشن لاہور

فاسد و باطل عقیدہ کو پروان چڑھاتے ہیں جو لاشعوری طور پر عوامِ اہلِ سنت کو گمراہ کرنے کا سبب ہے تو اس وجہ سے متأخرین علماء نے اس سے ممانعت کر دی بلکہ اطلاق نہ کرنے پر اتفاق و اجماع کر لیا۔

دُرود و سلام دونوں کا ایک حکم

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ممانعت کے باب میں دُرود و سلام دونوں کا ایک حکم ہے۔ امام الحرمین ابو محمد جُوَینی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اتباع میں کثیر علماء و محدثین نے اس کی تصریح کی ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اسی طرح اللہ پاک نے قرآن میں ان دونوں کو اکٹھا ذکر کیا ہے لہٰذا انہیں غیر انبیاء کے لیے مستقلاً نہیں بولا جائے گا۔

تنبیہ

اس سلسلہ میں بعض عبارات جو اس کے خلاف کی طرف مشیر ہیں تو وہ قبلِ شعار یا شعار پر عدمِ اطلاع یا وہاں عدمِ شعار ہونے وغیرہ اسباب پر محمول ہیں بلکہ اس سلسلہ میں کئی باطل و فاسد استدلال بھی پیش کیے جاتے ہیں جو یقیناً صرفِ نظر کے ہی لائق ہیں۔ علاوہ ازیں یہ اطلاق کوئی ایسا لازمی امر بھی نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی سے ائمہ یا دیگر صالحین کی شان میں کوئی کمی ہو البتہ اہلِ بدعت روافض کی جانب سے اس ضمن میں ایک فاسد سوچ پھیلائی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اس کو مٹانے اور ختم کرنے کی طرف جانا لازم ہے۔ شرعی لحاظ سے ویسے بھی بدعتی لوگوں سے مشابہت اختیار کرنا منع ہے لہٰذا ان کی مخالفت کرنا واجب ہے۔ عوام الناس کی ایک تعداد جو انبیاء و اولیاء وغیرہ میں بسا اوقات ناموں کے سبب فرق نہیں کر پاتی تو وہ "علیہ السلام" اور "رحمۃ اللہ علیہ" کے اطلاقات سے فرق سمجھتی ہے۔ لہٰذا اس طور پر بھی یہاں غیر

انبیاء کے لیے منع کو تقویت ملتی ہے۔اس لیے فقہائے کرام اور ائمہ محدثین کے مقبول و معروف موقف کے مطابق غیر انبیاء کے لیے مستقل طور پر دُرود و سلام کہنا جائز نہیں، البتہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر دُرود کے تابع کر کے ذکر کیا جا سکتا ہے۔ جیسے صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ واولیاء امتہ وسلم۔

عرف کا لحاظ لازم

بلکہ فقہاء و ائمہ محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ دُرود میں تعظیم کا وہ پہلو ہوتا ہے جو دیگر دعاؤں میں نہیں ہوتا۔یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے قرب کی انتہائی کثرت وزیادتی ہوتی ہے اور یہ صرف معصومین کے لائق ہے جو انبیاء و فرشتے ہی ہیں، تو یہ ان کے لائق نہیں جن سے گناہ اور خطائیں متصور ہوں، اگرچہ وقوع نہ ہو۔

لٰہذا دیگر صالحین کے لیے حسبِ مراتب رضا و غفران اور رحمت و بخشش کے کلمات استعمال کیے جائیں۔اور عرف عام میں بھی یہ اطلاق انبیاء کے ساتھ خاص ہو چکا ہے تو اب اس عرف کا لحاظ لازم ہے۔

غیر انبیاء پر علیہ السلام کا اطلاق

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ غیر انبیاء و ملائکہ پر دُرود وسلام کے مستقل طور پر اطلاق کی ممانعت ایک اصولی مسئلہ ہے جس پر تصریحات و نصوص کے علاوہ کئی دیگر نظائر و تائیدات بھی موجود ہیں۔نیز اس مسئلہ کا لحاظ نہ صرف مقامِ نبوت و عظمتِ انبیاء کے پیشِ نظر ضروری ہے بلکہ اہلِ بدعت مثل روافض و شیعوں کی مخالفت کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔

چنانچہ ذیل میں غیر انبیاء پر بالاستقلال دُرود وسلام کی ممانعت اور بطورِ تبع جواز

سے متعلق جزئیات وعبارات ملاحظہ فرمائیں۔

صحابیِ رسول کا فرمان

صحابیِ رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ یہ امر انبیاء کا خاصہ ہے۔ چنانچہ طبرانی کبیر، سنن کبری للبیہقی، الاحادیث المختارہ اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب میں ہے کہ صحابیِ رسول، مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "لا ينبغي الصلاة من احد على احد الا على النبي صلى الله عليه وسلم "یعنی سوائے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی پر درود بھیجنا جائز نہیں۔ (1)

اطلاق کا پسِ منظر

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ دُرود وسلام کے اطلاق کا پس منظر اور ائمہ سلف کا عمل بیان کرتے ہوئے تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں: "والظاهر أن العلة في منع السلام ما قاله النووي في علة منع الصلاة من أن ذلك شعار أهل البدع وأنه مخصوص في لسان السلف بالأنبياء والملائكة عليهم السلام كما أن قولنا: عز وجل مخصوص بالله سبحانه فلا يقال محمد عز وجل وإن كان عزيزا جليلا صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال اللقاني: وقال القاضي عياض: الذي ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان، واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتنزيه

(1) معجم کبیر، 11/305، حدیث:11813، دار احیاء التراث العربی بیروت

ویذکر من سواھم بالغفران والرضا کما قال تعالی: ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوا عَنۡہُ﴾ [المائدۃ: 119، التوبۃ: 100، المجادلۃ: 22، البینۃ: 8] ﴿یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ﴾ [الحشر: 10] وأیضا أن ذلک في غیر من ذکر لم یکن في الصدر الأول وإنما أحدثہ الرافضة في بعض الأئمة والتشبیہ بأھل البدع منھي عنہ فتجب مخالفتھم "یعنی ظاہر یہی ہے کہ (غیر انبیاء کے لیے) "علیہ السلام" کو منع کرنے میں علت وہی ہے جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دُرود کو منع کرنے کے بارے میں ذکر کی ہے کہ یہ اہلِ بدعت کا شعار ہے اور اسلافِ کرام کے ہاں یہ انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص ہے جیسے ہم یہ کہتے ہیں کہ عزوجل، یہ اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ محمد عزوجل، اگرچہ نبی علیہ السلام عزیز و جلیل ہیں۔ امام لقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس قول کی طرف جمہور محققین، امام مالک، امام سفیان ثوری، کثیر فقہاء و متکلمین رحمۃ اللہ علیہم گئے ہیں وہ یہ ہے کہ نبیِ کریم و تمام انبیاء کو ہی دُرود و سلام کے ساتھ خاص کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ پاک کا نام ذکر کرتے وقت اسے تقدیس اور تنزیہ (یعنی عیبوں سے پاک ہونے) کے ساتھ خاص کرنا ہے۔ چنانچہ ان کے علاوہ کے لیے مغفرت و رضا کا ذکر کیا جائے گا جیسے اللہ پاک نے فرمایا: ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوا عَنۡہُ﴾ ﴿یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ﴾ مزید یہ کہ یہ دُرود و سلام غیر انبیاء کے لیے صدرِ اول میں نہ تھا بلکہ اسے رافضیوں نے بعض ائمہ کے بارے میں شروع کیا ہے۔ اہلِ بدعت سے مشابہت ممنوع ہے لہٰذا ان کی مخالفت واجب ہے۔ (1)

---

(1) روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 99، جزء 11، ص 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

عدمِ جواز کی ایک علت

یہی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ غیر انبیاء کے لیے علیہ السلام کا عدمِ جواز بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ، آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "فقد قالوا: لا يصلى على غير الأنبياء والملائكة عليهم الصلاة والسلام إلا بالتبع لأن في الصلاة من التعظيم ماليس في غيرها من الدعوات وهي لزيادة الرحمة والقرب من الله تعالى فلا تليق بمن يتصور منه الخطايا والذنوب ولا قت عليه تبعالما في ذلك من تعظيم المتبوع" یعنی علماء نے فرمایا کہ غیر انبیاء و ملائکہ پر دُرود و سلام نہیں کہا جائے گا سوائے تابع ہونے کے کیونکہ دُرود میں وہ تعظیم ہے جو اس کے علاوہ دعاؤں میں نہیں ہوتی اور وہ رحمت و قرب میں بے پناہ کثرت ہونا ہے جو ان کے لیے متصور نہیں جن سے خطاؤں اور گناہوں کا صدور متصور ہے بلکہ ان پر تبعاً دُرود پڑھا جائے گا کہ اس میں متبوع کی تعظیم ہے۔(1)

دُرود انبیاء کے ساتھ خاص ہے

تفسیر ابن کثیر میں ہے: "قال الجمهور من العلماء لا يجوز إفراد غير الأنبياء بالصلاة لأن هذا قد صار شعارا للأنبياء إذ ذكروا فلا يلحق بهم غيرهم فلا يقال: قال أبو بكر صلى اللّٰه عليه أو قال علي صلى اللّٰه عليه وإن كان المعنى صحيحا كما لا يقال: قال محمد عزّ وجل وإن كان عزيزا جليلا لأن هذا من شعار ذكر الله عز وجل وحملوا ما ورد في ذلك من الكتاب والسنة على الدعاء لهم ولهذا لم يثبت شعارا لآل أبي أوفى ولا

---

(1) روح المعانی، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: 99، جزء 11، ص 11 دار احیاء التراث العربی بیروت

لجابر وامرأته وهذا مسلک حسن. وقال آخرون: لا يجوز ذلک لأن الصلاة على غير الأنبياء قد صارت من شعار أهل الأهواء يصلون على من يعتقدون فيهم فلا يقتدى بهم في ذلک والله أعلم "یعنی جمہور علماء نے فرمایا کہ غیر انبیاء کے لیے مستقلا دُرود کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ انبیاء کے ساتھ خاص ہو چکا ہے جبکہ ان کا ذکر ہو، لہٰذا اس میں کسی غیر کو ملحق نہیں کیا جائے گا۔ یوں نہیں کہا جائے گا کہ "ابو بکر صلی اللہ علیہ" یا "علی صلی اللہ علیہ"، اگرچہ اس کا معنیٰ صحیح ہے۔ جیسا کہ یوں نہیں کہا جائے گا: "محمد عزوجل" اگرچہ نبی علیہ السلام عزیز و جلیل ہیں کیونکہ یہ ذکر اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ قرآن و سنت میں اس طرح کے جو کلمات آئے ہیں تو وہ ان کے لیے دعا پر محمول ہیں۔ اسی لیے یہ آلِ ابی اوفی، حضرت جابر اور ان کی زوجہ کے لیے شعار نہیں ہو گا اور یہ بہترین توجیہ ہے۔ دیگر علماء نے فرمایا کہ یہ کہنا اس لیے جائز نہیں کہ غیر انبیاء پر دُرود یہ اہلِ بدعت کا شعار بن چکا ہے۔ یہ ان پر بھیجتے ہیں جن کے متعلق وہ خاص نظریات رکھتے ہیں تو اس میں ان کی پیروی نہیں کی جائے گی۔ واللہ اعلم (1)

غیر انبیاء پر دُرود و سلام تبعاً جائز اور استقلالاً مکروہ

تفسیر مظہری میں ہے: "هل يجوز الصلاة والسّلام على غير الأنبياء والصحيح انه يجوز تبعا ويكره استقلالا كما يكره ان يقال محمد عزوجل مع كونه عزيزا جليلا لاختصاصه بالأنبياء عرفا كاختصاص ذلک بالله تعالى "یعنی کیا غیر انبیاء پر دُرود و سلام پڑھنا، جائز ہے؟ اس بارے میں صحیح قول یہ

(1) تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ:56، 6/422، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ تبعاً جائز ہے اور استقلالاً مکروہ ہے جیسے یہ کہنا مکروہ ہے کہ "محمد عزوجل" باوجود اس کے کہ آپ علیہ السلام عزیز و جلیل ہیں کیونکہ دُرود و سلام انبیاء کے ساتھ عرفاً خاص ہے جیسے عزوجل یہ اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے۔[1]

مولا علی کو "علیہ السلام" کہنا

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی بیان کیا ہے بلکہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو علیہ السلام کہنا روافض کا شعار بتلایا ہے۔ چنانچہ روح البیان میں ہے: "فلا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال علي عليه السلام كما تقول الروافض" یعنی غیر انبیاء کے بارے میں مستقلا دُرود و سلام نہیں کہا جائے گا چنانچہ یہ نہ کہا جائے کہ "علی علیہ السلام" جس طرح روافض کہتے ہیں۔[2]

اہل بدعت سے مشابہت ممنوع

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اہلِ بدعت روافض اپنے بُرے عقیدہ کی وجہ سے ائمہ اہلِ بیت کو نبیِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے مساوی ٹھہراتے ہوئے "علیہ السلام" کہتے ہیں اور جو کام کسی بدعقیدہ فرقہ کی بدعقیدگی کی بناء پر ہو اس کی مخالفت واجب ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"قال القاضي والذي ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان رحمهما الله وروي عن ابن عباس واختاره غَيْرُ واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه لا يُصَلَّى على غير الأنبياء عند ذكرهم بل هو شيء

(1) تفسیر مظہری، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ:56، 7/380، دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) روح البیان، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ:56، 7/228، دار الفکر بیروت

يختص به الأنبياء توقيراً لهم وتعزيزاً كما يُخص الله تعالى عند ذكره بالتنزيه والتقديس والتعظيم ولا يشاركه فيه غَيْرُه كذلك يجب تخصيص النبي ﷺ وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم ولا يشاركهم فيه سواهم، كما أمر الله به بقوله: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: 56]. ويُذْكَرُ مَنْ سِواهم من الأئمة وغيرهم بالغُفْرانِ والرِّضا كما قال تعالى: ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر: 10]. وقال: وأيضاً فهو أمر لم يكن معروفاً في الصَّدْرِ الأول كما قال أبو عمران وإنما أحدثته الرافضة والمتشيعة في بعض الأئمة فشاركوهم عند الذكر لهم بالصلاة وساووهم بالنبي ﷺ في ذلك وأيضاً فإنَّ التشبُّهَ بِأَهْلِ البِدَع مَنْهي عنه فتَجِبُ مُخَالَفَتُهم فيما التزموه من ذلك" یعنی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس قول کی طرف محققین گئے ہیں، جس طرف امام مالک اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما مائل ہیں، جو حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی اور جسے کثیر فقہاء و متکلمین رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء کو ہی ان کے ذکر کے وقت دُرود و سلام کے ساتھ خاص کرنا واجب ہے بلکہ یہ ایسا مسئلہ ہے جو انبیاء کی تعظیم و توقیر کے لیے ان ہی کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ اللہ پاک کا نام ذکر کرتے وقت اسے تقدیس اور تنزیہ (یعنی عیبوں سے پاک ہونے) کے ساتھ خاص کرنا ہے اور اس میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ ایسے ہی نبی علیہ السلام و تمام انبیاء دُرود و سلام کے ساتھ خاص ہیں، اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ان کے علاوہ دیگر ائمہ کے لیے مغفرت

وترضی (غفرلہ ورضی اللہ عنہ) جیسے اللہ پاک نے فرمایا: ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ مزید یہ کہ یہ دُرود وسلام غیر انبیاء کے لیے صدرِ اول میں نہ تھا جیسا کہ ابو عمران فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بلکہ اسے رافضی، شیعوں نے بعض ائمہ کے بارے میں شروع کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے انبیاء کے ساتھ ان کو بھی دُرود میں شریک کر لیا اور اس میں انہوں نے ائمہ کو نبی علیہ السلام کے برابر ٹھہرا لیا۔ مزید بر آں، اہلِ بدعت سے مشابہت ممنوع ہے لہٰذا جس کا انہوں نے التزام کیا ہوا ہے تو اس میں ان کی مخالفت واجب ہے۔(1)

نبی پاک علیہ السلام کی خصوصیت

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو دیگر لوگوں پر دُرود منقول ہے، تو وہ آپ کی خصوصیت تھی۔ چنانچہ، کشف الغمہ میں ہے: "وكان ابن عباس رضي الله عنهما يقول: كان رسول الله يصلي كثيراً على ناس من أمته ولا ينبغي بعده الصلاة من أحد على أحد إلا تبعاً للنبي، والله أعلم" یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنی امت کے کثیر لوگوں پر دُرود بھیجتے تھے، لیکن آپ کے بعد کسی کو کسی پر دُرود بھیجنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ نبی علیہ السلام کی تبع کے طور پر ہو۔ واللہ اعلم۔(2)

نبی علیہ السلام پر دُرود بھیجنے میں سب کا اجماع

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "أجمعوا على الصلاة على نبينا محمد

(1) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، 2/82، دار الفکر بیروت

(2) کشف الغمہ، 1/130، دار الکتب العلمیہ بیروت

وکذلک أجمع من یعتد بہ علی جوازھا واستحبابھا علی سائر الأنبیاء والملائکۃ استقلالاً وأما غیر الأنبیاء فالجمھور علی أنہ لا یصلی علیھم ابتداء فلا یقال: أبو بکر علیہ السلام ....الخ"یعنی نبی علیہ الصلوۃ و السلام پر دُرود بھیجنے میں سب کا اجماع ہے، اور اسی طرح معتمد لوگوں کا اس بات کے جواز و استحباب پر بھی اجماع ہے کہ مستقل طور پر انبیاء وملائکہ پر ہی دُرود بھیجا جائے گا۔ غیر انبیاء کے متعلق جمہور کا یہی موقف ہے کہ ان پر ابتداء درود نہیں پڑھا جائے گا چنانچہ یہ نہیں کہا جائے گا کہ "ابو بکر علیہ السلام"۔ الخ(1)

سلام بھی درود کی طرح

یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح صحیح مسلم میں رقم طراز ہیں:"قال الشیخ أبو محمد الجوینی والسلام فی معنی الصلاۃ فإن اللہ تعالی قرن بینھما فلا یفرد بہ غائب غیر الأنبیاء فلا یقال أبو بکر وعمر وعلی علیھم السلام وإنما یقال ذلک خطابا للأحیاء والأموات فیقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ واللہ أعلم "یعنی امام الحرمین ابو محمد جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممانعت کے باب میں سلام بھی دُرود کی طرح ہے کہ اللہ پاک نے قرآن میں ان دونوں کو اکٹھا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اسے غیر انبیاء کے لیے مستقلا نہیں بولا جائے گا تو یوں نہیں کہا جائے گا کہ ابو بکر و عمر و علی علیہم السلام۔ بلکہ یہ سلام زندوں و مردوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا جائے گا، یعنی "السلام علیکم ورحمۃ اللہ"۔ واللہ اعلم۔(2)

---

(1) الاذکار للنووی، ص118، دار الفکر بیروت

(2) شرح نووی علی مسلم، 4/128، دار الکتب العلمیہ، بیروت

انبیاء اور فرشتوں کے علاوہ پر دُرود نہیں بھیجا جائے گا

حدیقہ ندیہ میں ہے: "وأما الصلاة والسلام على الملائكة استقلالاً فقال النسفي في مسائل شتى آخر الكنز: ولا يصلى على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع وفي أذكارالنووي: أجمع من يعتد به على جوازها واستحبابها على سائر الملائكة والأنبياء استقلالاً وأما غيرُ الأنبياء فالجمهور على أنه لا يُصلّى عليهم ابتداء فلا يقال: أبوبكر صلى الله عليه وسلم "یعنی جہاں تک ملائکہ پر دُرود و سلام استقلالاً بھیجنے کا مسئلہ ہے تو امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کنز کے آخر پر مسائل شتی میں فرمایا: انبیاء اور فرشتوں کے علاوہ پر دُرود نہیں بھیجا جائے گا سوائے اس کے کہ تبع کے طور پر ہو۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الاذکار میں لکھا: معتمد لوگوں کا اس بات کے جواز و استحباب پر اجماع ہے کہ مستقل طور پر انبیاء و ملائکہ پر ہی درود بھیجا جائے گا۔ غیر انبیاء کے متعلق جمہور کا یہی موقف ہے کہ ان پر ابتداءً درود نہیں پڑھا جائے گا لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ "ابو بکر علیہ السلام"۔ (1)

غیر نبی پر دُرود پڑھنے کی کراہت

شرح الزرقانی علی المواہب میں ہے: "(أخرجه ابن أبي شيبة من طريق عثمان عن عكرمة عنه قال: ما أعلم الصلاة تنبغي) أي تجوز وتطلب من أحد على أحد إلا على النبي) وقوفا مع ظاهر القرآن (وسنده صحيح) إلى ابن عباس موقوف عليه وفيه تورك على قول عياض الأسانيد عن ابن عباس لينة (وحكي القول به عن مالك) الإمام (وجاء نحوه عن عمر بن

(1) حدیقہ ندیہ، 1/ 48، 46، دار الکتب العلمیہ بیروت

عبدالعزیز وقال سفیان) الثوري فیما رواہ عبد الرزاق والبیھقي (یکرہ أن یصلی إلا علی نبي) ولما فیه الکراھة من معنی النفي عم وصح وقوع الاستثناء المفرغ بعدہ ''یعنی امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان کے طریق سے، انہوں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ سے روایت کیا کہ میں کسی کے لیے بھی کسی پر درود پڑھنا جائز نہیں سمجھتا سوائے نبی علیہ السلام کے، کیونکہ یہ ظاہر قرآن کے مطابق ہے۔ اس کی سند حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ تک صحیح ہے اور یہ موقوف روایت ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر حضرت ابن عباس کی ان اسناد میں کچھ کمزوری ہے۔ یہی قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اسی کی مثل حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ان سے امام عبد الرزاق اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے کہ درود پڑھنا مکروہ ہے سوائے نبی پر۔ چونکہ اس جملے میں کراہت کی نفی کا عموم ہے لہٰذا، اس کے بعد اس سے استثناء مفرغ کا وقوع درست ہے۔[1]

امت کے دُرود بھیجنے سے مراد

امام مالک اور جمہور کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا دیگر کسی پر استقلالاً دُرود بھیجنا مکروہ ہے۔ چنانچہ امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''واستدل به علی جواز الصلاۃ علی غیر الأنبیاء وکرھه مالک والجمھور قال الخطابي فصلاۃ النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم علی أمته دعاء لھم بالمغفرۃ وصلاۃ أمته علیه دعاء له بزیادۃ القربی والزلفی ولذلک کان لا یلیق

(1) شرح زرقانی علی المواہب، 9/235، دار الکتب العلمیہ بیروت

بغیرہ "یعنی اس سے بعض نے غیر انبیاء پر دُرود کے جواز پر دلیل پکڑی لیکن امام مالک و دیگر جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی پاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا اپنی امت پر صلاۃ بھیجنا یہ اُمّت کے لیے دعائے مغفرت ہے اور امت کا نبی پاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر دُرود بھیجنا یہ نبی علیہ السلام کے لیے قربِ الٰہی کی زیادتی کی دعا ہے تو اس لیے یہ کسی اور کے لائق نہیں۔(1)

آل پر دُرود پڑھنا

محدث جلیل ملا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے بھی یہی بیان کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: "(وذكر الصلاة على الآل والأزواج مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلّم بحكم التتبع) أي له صلى الله تعالى عليه وسلم (والإضافة إليه) أي فهو جائز (لا على التّخصيص) أي بحكم الاستقلال "یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ آل و ازواج پر دُرود پڑھنا، یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے تابع ہونے کے طور پر ہو تو انتساب جائز ہے لیکن بطورِ تخصیص یعنی بالاستقلال دُرود پڑھنا جائز نہیں۔(2)

انبیاء و ملائکہ کے علاوہ پر تبعاً دُرود جائز ہے

ملا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے دوسرے مقام پر غیر انبیاء کے لیے مستقلاً صلاۃ وسلام کا عدم جواز نقل کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "ويشير إليه ما قال النووي: الصحيح أن الصلاة على غير الأنبياء ابتداء مكروهة كراهة تنزيه لأنه شعار أهل البدع وقد نهينا عنه وقال أبو محمد الجويني: السلام كالصلاة

(1) فتح الباری، 3/362 ملتقطاً، دار المعرفۃ بیروت

(2) شرح الشفا للقاری، 2/149، دار الکتب العلمیہ بیروت

يعني: لا يجوز على غير الأنبياء والملائكة إلا تبعا" یعنی اس کی طرف امام نووی رحمۃُ اللہِ علیہ کا یہ قول بھی مشیر ہے کہ صحیح قول پر غیر انبیاء پر ابتداءً دُرود پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے۔ امام ابو محمد جوینی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: سلام بھی دُرود کی طرح ہے، یعنی انبیاء و ملائکہ کے سوا پر جائز نہیں مگر تبعاً۔ (1)

اہلِ سنت کے جمہور محققین کا نظریہ

نبراس میں ہے: "لا يجوز التصلية والتسليم على غير الأنبياء استقلالاً عند المحققين من أهل السنة خلافاً للروافض فانهم يصلون و يسلمون على اهل البيت" یعنی اہلِ سنت کے جمہور محققین کے نزدیک غیر انبیاء و ملائکہ پر استقلالاً، درود و سلام پڑھنا جائز نہیں ہے، روافض کا اس میں اختلاف ہے کیونکہ وہ اہلِ بیت پر دُرود و سلام پڑھتے ہیں۔ (2)

اللہ کی رحمت اور قرب کی زیادتی

مجمع الانہر میں ہے: "(ولا يجوز أن يصلي على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع) كما يقال اللّٰهم صل على محمد وآله وصحبه وسلم ونحو ذلک وذلک لأن في الصلاة من التعظيم ما ليس في غيرها من الدعوات وهي لزيادة الرحمة والقرب من الله تعالى ولا يليق ذلک لمن يتصور منه الخطايا والذنوب وإنما يدعى له بالعفو والمغفرة والتجاوز"

(1) مرقاۃ المفاتیح، 2/742، دار الفکر بیروت

(2) النبراس، ص7، مطبوعہ ملتان

یعنی انبیاء و ملائکہ کے علاوہ کسی پر دُرود پڑھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ بالتبع (تابع کے طور پر) ہو، جیسے کہا جاتا ہے کہ "اللّٰھم صل علی محمد و آلہ و صحبہ و سلم" اسی طرح کے دیگر درود بھی ہیں۔ کیونکہ دُرود میں تعظیم کا وہ پہلو ہے جو دیگر دعاؤں میں نہیں ہوتا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے قرب کی زیادتی ہے اور یہ ان کے لائق نہیں جن سے گناہ اور خطائیں متصور ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے مغفرت و معافی اور بخشش کی دعا کرنی چاہیے۔ (1)

نبی علیہ السلام پر رحم کی دعا

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"ولا يصلي على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع بأن يقول: اللّٰهم صل على محمد وعلى آله وصحبه ونحوه واختلفوا في الترحم على النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم بأن يقول: اللّٰهم ارحم محمدا صلى الله عليه وسلم قال بعضهم: لا يجوز وقال بعضهم: يجوز ثم الأولى أن يدعو للصحابة بالرضا فيقول رضي الله تعالى عنهم وللتابعين بالرحمة فيقول: رحمهم الله تعالى ولمن بعدهم بالمغفرة والتجاوز فيقول: غفر الله لهم وتجاوز عنهم" یعنی انبیاء و ملائکہ کے علاوہ پر دُرود پڑھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ تبع کے طور پر ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ "اللّٰھم صل علی محمد و آلہ و صحبہ و سلم" اسی طرح کے دیگر دُرود بھی ہیں۔ نبی علیہ السلام پر رحم کی دعا کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے بایں طور پر کہ یہ کہا جائے:"اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔" تو بعض نے کہا یہ کہنا جائز نہیں

(1) مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، 2/745 دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے۔ پھر بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے رضا کی دعا کی جائے یعنی "رضی اللہ عنہ" کہے۔ تابعین کے لیے رحمت کی دعا کرے یعنی "رحمہم اللہ" اور ان کے بعد والوں کے لیے مغفرت و معافی کی دعا کی جائے، یعنی "غفر اللہ لھم وتجاوز عنھم" کہا جائے۔[1]

دُرود میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم ہے

تکملہ بحر الرائق میں ہے: "قال رحمه الله (ولا يصلي على غير الأنبياء والملائكة إلا بطريق التبع) لأن في الصلاة من التعظيم ما ليس في غيرها من الدعوات وهي زيادة الرحمة والتقرب من الله تعالى ولا يليق ذلك مما يتصور منه الخطأ والذنوب وإنما يدعى له بالعفو والمغفرة والتجاوز وقوله إلا تبعا بأن يقول اللّٰهم صل على محمد وآله وصحبه وسلم لأن فيه تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم واختلفوا في الترحم على النبي صلى الله عليه وسلم بأن يقول اللّٰهم ارحم محمدا قال بعضهم لا يجوز لأنه ليس فيه ما يدل على التعظيم مثل الصلاة والسلام" یعنی انبیاء و ملائکہ کے علاوہ پر دُرود پڑھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ تبع کے طور پر ہو کیونکہ دُرود میں تعظیم کا وہ پہلو ہے جو دیگر دعاؤں میں نہیں ہوتا، (یعنی تعظیم کا وہ پہلو) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے قرب کی زیادتی ہے، اور یہ ان کے لائق نہیں جن سے گناہ اور خطائیں متصور ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے مغفرت و معافی اور بخشش کی دعا کرنی چاہیے۔ اور ماتن کے قول "سوائے اس کے کہ تبع کے طور پر ہو" کا مطلب یہ ہے کہ "اللّٰھم صل علی

---

(1) فتاوی عالمگیری، 6/446 دار الفکر بیروت

محمد و آلہ وصحبہ وسلم" کہے کیونکہ اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر رحم کی دعا کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، بایں طور پر کہ یہ کہا جائے: "اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔" بعض نے کہا کہ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں تعظیم کا وہ پہلو نہیں ہوتا جو دُرود وسلام میں ہے۔(1)

انبیاء پر دُرود بھیجنے میں تعظیم کا پہلو

تبیین الحقائق میں ہے: "ولا يصلي على أحد غير الأنبياء - عليهم الصلاة والسلام - يروى ذلك عن ابن عباس رضي الله عنهما توقيرا للأنبياء عليهم الصلاة والسلام "یعنی انبیاء کے علاوہ پر دُرود نہ پڑھے سوائے اس کے کہ تبع کے طور پر ہو، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر ہے۔(2)

جمہور فقہاء کی رائے

امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کے حوالہ سے غیر انبیاء کے لیے صلاۃ کے اطلاق کو ممنوع قرار دیا ہے صرف بطور تبعیت اس کا جواز بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "وقال أبو حنيفة وأصحابه ومالك والشافعي والأكثرون: إنه لا يصلي على غير الأنبياء عليهم الصلاة والسلام استقلالا فلا يقال: اللّٰهم صل على آل أبي بكر ولا على آل عمر أو غيرهما، ولكن يصلى عليهم تبعا"

---

(1) تکملہ بحر الرائق للطوری، 8/555 دار الکتاب الاسلامی بیروت

(2) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، 1/123، دار الکتب الاسلامی قاہرہ

یعنی امام ابو حنیفہ، آپ کے اصحاب، امام مالک، امام شافعی اور اکثر علماء کا مؤقف یہی ہے کہ غیرِ انبیاء پر بالاستقلال دُرود نہیں بھیجا جائے گا تو یہ نہیں کہا جائے گا: "اللّٰهم صل علی آل أبي بکر ولا علی آل عمر" یا ان کے علاوہ پر، بلکہ ان پر تبعاً درود پڑھا جائے گا۔[1]

غیر انبیاء پر دُرود پڑھنا گناہ

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "(قوله ولا يصلي على غير الأنبياء...إلخ) لأن في الصلاة من التعظيم ما ليس في غيرها من الدعوات وهي زيادة الرحمة والقرب من الله تعالى ولا يليق ذلک بمن يتصور منه خطايا والذنوب إلا تبعا بأن يقول: اللّٰهم صل على محمد وآله وصحبه وسلم لأن فيه تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم زيلعي واختلف هل تكره تحريما أو تنزيها أو خلاف الأولى؟ وصحح النووي في الأذكار الثاني لكن في خطبة شرح الأشباه للبيري من صلى على غيرهم أثم وكره وهو الصحيح وفي المستصفى: وحديث «صلى الله على آل أبي أوفى» الصلاة حقه فله أن يصلي على غيره ابتداء أما الغير فلا اهـ. وأما السلام فنقل اللقاني في شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجويني أنه في معنى الصلاة فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال علي عليه السلام وسواء في هذا الأحياء والأموات إلا في الحاضر فيقال السلام أو سلام عليک أو عليكم وهذا مجمع عليه اهـ.

(1) عمدۃ القاری، 9/ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت

أقول: ومن الحاضر السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين والظاهر أن العلة في منع السلام ما قاله النووي في علة منع الصلاة أن ذلك شعار أهل البدع ولأن ذلك مخصوص في لسان السلف بالأنبياء - عليهم الصلاة والسلام - كما أن قولنا عز وجل مخصوص بالله تعالى فلا يقال محمد عز وجل وإن كان عزيزا جليلا ثم قال اللقاني: وقال القاضي عياض الذي ذهب إليه المحققون وأميل إليه ما قاله مالك وسفيان، واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلاة والتسليم كما يختص الله سبحانه عند ذكره بالتقديس والتنزيه ويذكر من سواهم بالغفران والرضا كما قال الله تعالى - ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ- يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ - وأيضا فهو أمر لم يكن معروفا في الصدر الأول وإنما أحدثه الرافضة في بعض الأئمة والتشبه بأهل البدع منهي عنه فتجب مخالفتهم اهـ. أقول: وكراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضا لكن لا مطلقا بل في المذموم وفيما قصد به التشبه بهم" یعنی (غیر انبیاء پر دُرود نہیں پڑھا جائے گا۔) کیونکہ دُرود میں تعظیم کا وہ پہلو ہے جو دیگر دعاؤں میں نہیں ہوتا، یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے قرب کی زیادتی ہے اور یہ ان کے لائق نہیں جن سے گناہ اور خطائیں متصور ہیں البتہ بطورِ تبعیت جائز ہے جیسے یوں کہنا: "اللّٰهم صل على محمد وآله وصحبه وسلم" کیونکہ اس میں نبی علیہ الصلاۃ و السلام کی تعظیم ہے، زیلعی۔ اس کے کراہتِ تحریمی یا تنزیہی یا خلافِ اولیٰ ہونے میں اختلاف کیا گیا

ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الاذکار میں دوسرے قول (کراہتِ تنزیہی) کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن امام بیری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اشباہ کے خطبہ میں ہے کہ جس نے غیر انبیاء پر دُرود پڑھا وہ گناہ گار ہو گا، اور یہ مکروہ (تحریمی) ہے، اور یہی صحیح قول ہے۔

دُرود نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا حق

المستصفی میں ہے: اور حدیث «صلى الله على آل أبي أوفى» میں جو درود ہے تو یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ہی حق ہے تو انہیں اختیار ہے کہ جس پر بھی ابتداء کہیں، لیکن ان کے علاوہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔ سلام کے متعلق امام لقانی رحمۃ اللہ علیہ نے جوھرۃ التوحید میں امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ دُرود کے معنٰی میں ہی ہے، تو اسے غائب کے لیے نہیں استعمال کیا جائے گا اور نہ ہی اس سے غیرِ انبیاء کے لیے انفراداً ذکر کیا جائے گا۔ لہٰذا "علی علیہ السلام" نہیں کہا جائے گا اور اس میں حاضر و مردہ برابر ہیں مگر حاضر کو "السلام" یا "سلام علیک"، یا "سلام علیکم" کہا جائے گا اور یہ متفق علیہ بات ہے۔

اہلِ بدعت کا شعار ہونے کی وجہ سے ممانعت

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: حاضر میں یہاں یہ قول "السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين" بھی شامل ہے۔ ظاہر یہ کہ سلام میں بھی منع کی علت وہی ہے جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دُرود کے بارے میں کہی ہے کہ یہ اہلِ بدعت کا شعار ہے اور اسلاف کے ہاں یہ انبیاء کے ساتھ ہی خاص تھا، جیسے ہم یہ کہتے ہیں کہ عزوجل، یہ اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا کہ محمد عزوجل، اگرچہ نبی علیہ السلام عزیز و جلیل ہیں۔ پھر امام لقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا: جس قول کی طرف جمہور محققین، امام مالک، امام سفیان ثوری، کثیر فقہاء و متکلمین گئے ہیں وہ یہ ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہی دُرود و سلام کے ساتھ خاص کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ پاک کا نام ذکر کرتے وقت اسے تقدیس اور تنزیہ (یعنی عیبوں سے پاک ہونے) کے ساتھ خاص کرنا ہے۔ چنانچہ ان کے علاوہ کے لیے مغفرت و ترضی کا ذکر کیا جائے گا جیسے اللہ پاک نے فرمایا: ﴿رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ﴾ ﴿یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ﴾ مزید یہ کہ یہ دُرود و سلام غیر انبیاء کے لیے صدرِ اول میں نہ تھا، بلکہ اسے رافضیوں نے بعض ائمہ کے بارے میں شروع کیا ہے۔ اور اہلِ بدعت سے مشابہت ممنوع ہے، لہٰذا ان کی مخالفت واجب ہے۔ میں کہتا ہوں: اہلِ بدعت کے ساتھ مشابہت کی کراہت ہمارے ہاں ثابت ہے لیکن یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ مذموم کاموں اور جس امر میں ان سے مشابہت کا قصد ہو تو اس میں ہے۔[1]

ممانعت پر اتفاق

جد الممتار علی رد المحتار میں ہے: "أقول: هكذا نصّ على التعليل به في "الغنية" عند شرح خطبة "المنية" وصرّح أنّ إفراد غير الأنبياء بالسلام ابتداع واجب الاجتناب وصرّح علي القارئ في "شرح الفقه الأكبر": أنّ قول "عليه السلام" لسيدنا علي كرّم الله وجهه من شعار الروافض. قلت: وإذ قد انعقد الإجماع على منعه فلا معنى لارتكابه" یعنی میں کہتا ہوں: منیۃ المصلی کے خطبہ میں کلماتِ دُرود سلام کی شرح کرتے ہوئے غنیۃ المستملی میں

(1) ردالمحتار، 6/753، دار الفکر بیروت

اسی علت کی صراحت کی گئی ہے کہ غیر انبیاء پر سلام بھیجنا بدعت ہے جس سے بچنا واجب ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہِ اکبر میں تصریح کی ہے: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے "علیہ السلام" کہنا، یہ روافض کا شعار ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی ممانعت پر اتفاق ہو چکا ہے تو اب اسے اختیار کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں بچا۔[1]

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "صلوٰۃ و سلام بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے نہیں، ہاں بہ تبعیت جائز ہے جیسے اللّٰھم صل وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد۔"[2]

انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص

بہارِ شریعت میں ہے: "کسی کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کہنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔"[3]

عرفِ اہلِ اسلام

فتاویٰ امجدیہ میں ہے: "یہ سلام جو نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے یہ سلام تحیت (یعنی ملاقات کا سلام) نہیں جو باہم ملاقات کے وَقت کہا جاتا ہے یا کسی ذریعہ سے کہلایا جاتا ہے بلکہ اس (یعنی علیہ السلام) سے مقصود صاحِبِ اسم (یعنی جس کا نام ہے اس) کی تعظیم ہے۔ عرفِ اہلِ اسلام نے اس سلام کو انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

---

(1) جد الممتار، 7/241، مکتبۃ المدینہ کراچی

(2) فتاویٰ رضویہ، 23/390، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(3) بہار شریعت، 3/465، مکتبۃ المدینہ کراچی

مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ لہٰذا غیر نبی و ملک (نبی اور فرشتے کے علاوہ) کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے۔"[1]

نبی کے سوا کسی پر مستقل دُرود پڑھنا

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "کس پر دُرود پڑھا جاوے؟ شامی و عالمگیری کتاب الکراہیت میں ہے کہ نبی کے سوا کسی پر مستقل طور پر دُرود سلام پڑھنا منع ہے۔ مثلاً امام حسن علیہ السلام یا امام حسین صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہاں نبی علیہ السلام کے نام کے تابع کر کے غیر نبی پر درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ مقصود تو حضور علیہ السلام پر دُرود ہو ان کے صدقے میں اور کا بھی نام آجاوے مثلاً اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل سیدنا محمدٍ وعَلَی اصحبه وازواجِهٖ وَاولِیاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ اجمعین خصوصاً علی غوث الصمدانی وغیرہ کہ اس درود میں آلِ پاک، صحابہ کرام، اولیاء، علماء و تمام امت کا ذکر آ گیا مگر حضور علیہ السلام کے طفیل۔"[2]

مرآۃ المناجیح میں ہے: "درود شریف صرف نبی یا فرشتوں پر ہو سکتا ہے غیر نبی پر نبی کے تابع ہو کر دُرود جائز، بالاستقلال مکروہ۔"[3]

مفتی جلال الدین امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "یہ مختلف فیہ ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ استقلالاً و ابتداءً جائز نہیں ہے اور اتباعاً جائز ہے، یعنی امام حسین علیہ

---

(1) فتاوی امجدیہ، 4/244-245 مکتبہ رضویہ کراچی

(2) شان حبیب الرحمٰن، ص 191 نعیمی کتب خانہ گجرات

(3) مرآۃ المناجیح، 2/97، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

السلام کہنا جائز نہیں ہے اور امام حسین علی نبینا وعلیہ السلام جائز ہے۔[1]

فتاویٰ شرعیہ میں ہے: "انبیاء کرام کے علاوہ مستقلاً کسی غیرِ نبی پر دُرود و سلام جائز نہیں ہاں تبعاً جائز ہے جیسے: وعلى اله وصحبه وازواجه وذرياته وعلماء امته واولياء ملته وغيرها "[2]

اہم تنبیہ

تفہیم المسائل میں ہے: "آپ نے سوال میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز پر جس سلام کا ذکر کیا ہے، وہ خود آپ کے بیان کے مطابق رسول اللہ صلَّی اللہُ علیہ والہٖ وسلّم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے بعد اس کی متابعت میں پڑھا گیا، لہٰذا یہ جائز ہے۔ البتہ اگر صرف منقبت پڑھی جارہی ہو اور بالذات یعنی اصالتاً سلام بھیجا جائے، تو اس سے احتراز اولیٰ ہے جیسے بعض حضرات شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی منقبت پڑھتے ہوئے یہ انداز اپناتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ابتدا میں چند اشعار نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ والہٖ وسلّم پر سلام پڑھنے کے بعد شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی منقبت وسلام پڑھیں "[3]

دُرود انبیاء کے ساتھ شعار بن چکا ہے

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے: "وقال الجمهور من العلماء: لا يجوز إفراد غير الأنبياء بالصلاة لأن هذا شعار للأنبياء إذا ذكروا فلا يلحق بهم غيرهم فلا يقال: قال أبو بكر صلى الله عليه وسلم، أو قال: علي صلى الله

---

(1) فتاوی فیض الرسول، 1/ 267، شبیر برادرز لاہور

(2) فتاوی شرعیہ، 2/ 604، شبیر برادر لاہور

(3) تفہیم المسائل، 5/ 33، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عليه وسلم وإن كان المعنى صحيحا كما لا يقال: محمد عز وجل وإن كان عزيزا جليلا لأن هذا من شعار ذكر الله عز وجل أما السلام فقد نقل ابن كثير عن الشيخ أبي محمد الجويني من الشافعية أنه في معنى الصلاة فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء وسواء في ذلك الأحياء والأموات وأما الحاضر فيخاطب به فيقال: سلام عليكم وسلام عليك وهذا مجمع عليه وقد روي عن ابن عباس رضي الله عنه أنه قال: لا تصح الصلاة على أحد إلا على النبي صلى الله عليه وسلم ولكن يدعى للمسلمين والمسلمات بالمغفرة" یعنی جمہور علماء نے فرمایا: غیرِ انبیاء کے لیے مستقل طور پر دُرود کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے ذکر کے وقت یہ ان کا شعار بن چکا ہے تو اس میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جائے گا: "ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یا "علی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"، اگرچہ اس کا معنٰی صحیح ہے، جیسے یہ نہیں کہا جائے گا: "محمد عزوجل"، اگرچہ آپ عزیز و جلیل ہیں کیونکہ یہ ذکر اللہ کا شعار بن چکا ہے۔ جہاں تک سلام کا تعلق ہے تو امام ابنِ کثیر نے شیخ ابو محمد جوینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سلام بھی منع کے باب میں دُرود کے معنٰی میں ہے۔ لہٰذا اسے غائب کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے غیر انبیاء کے لیے مستقلاً ذکر کیا جائے گا اور اس میں زندہ و فوت شدگان سب برابر ہیں۔ بہر حال، حاضر کو اس سے مخاطب کیا جا سکتا ہے، تو اسے کہا جائے گا: سلام علیکم، سلام علیک، اور یہ متفق علیہ بات ہے۔ حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: "سوائے نبی کے کسی پر (مستقلاً) درود بھیجنا درست نہیں ہے۔" لیکن

مسلمین و مسلمات کے لیے مغفرت کی دعا کی جائے گی۔(1)

تائیدات و نظائر

کتبِ فقہ وغیرہ میں اس کے کثیر نظائر و امثلہ ہیں کہ کسی داعی یا خصوصیت کے باعث کسی لفظ کا اطلاق منع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بہت سے معتقدات ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں ہوتا لہٰذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لزوم نہیں بلکہ ممانعت کا داعی ہو تو اطلاق سے گریز کیا جائے گا۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں؛

عالم الغیب کا اطلاق

حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان مایکون کے عالِم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا کہ یہ لفظ اس کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس کی رعایت کی جائے گی۔ جس طرح اس کا غیر پر اطلاق منع ہے تو ایسے ہی "علیہ السلام" کا اطلاق غیر انبیاء و ملائکہ کے لیے ممنوع ہے۔ چنانچہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: "علمِ غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے، کمافی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح لملا علی القاری (جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے۔) بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے:

---

(1) الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، 27/239، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ کویت

کان رجلا یعلم علم الغیب۔وہ مرد کامل ہیں جو علمِ غیب جانتے ہیں۔) مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے اور اس سے انکارِ معنٰی لازم نہیں آتا۔ حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضورِ اقدس صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل ہے،نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلَّی اللہُ علیہ وسلّم۔ غرض صدق وصورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں:"کم من معتقد لا یطلق القول به خشية ايهام غيره مما لا يجوز اعتقاده فلا ربط بين الاعتقاد والاطلاق"(بہت سے معتقدات ہیں کہ جن کے ساتھ قول کا اطلاق اس ڈر سے نہیں کیا جاتا کہ ان میں ایسے غیر کا ایہام ہوتا ہے جس کا اعتقاد جائز نہیں، لہٰذا اعتقاد اور اطلاق کے درمیان کوئی لزوم نہیں۔) یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطاء کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں:وانما لم يجز الاطلاق فی غيره تعالٰی لانه يتبادر منه تعلق علمه به ابتداء فيكون تناقضا واما اذا قيد وقيل اعلمه الله تعالٰی الغيب اواطلعه عليه فلا محذور فيه(علم غیب کا اطلاق غیر اللہ پر اس لیے ناجائز ہے کہ اس سے غیر اللہ کے علم کا غیب کے ساتھ

ابتداء (بالذات) متعلق ہونا متبادر ہوتا ہے تو اس طرح تناقض لازم آتا ہے لیکن اگر علم غیب کے ساتھ کوئی قید لگادی جائے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غیب کا علم عطا فرمادیا ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمادیا ہے تو اس صورت میں کوئی ممانعت نہیں۔)[1]

غیر سادات پر لفظ سید کا اطلاق

اسی طرح "سید" کا لفظ پاک و ہند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاطمی اولاد کے ساتھ خاص ہو چکا ہے، اگرچہ سید کا لغوی اطلاق دیگر معززین کے لیے بھی درست ہے۔ مگر ہمارے عرف میں اس سے نسبی معنی معروف ہے تو مطلق اطلاق میں غیر کے لیے استعمال کی ممانعت ہے کہ اس کا اطلاق دھوکہ و اشتباہ اور نسب بدلنے کی طرف لے کر جاتا ہے۔ لہٰذا جیسے اس کا غیر پر اطلاق منع ہے تو ایسے ہی "علیہ السلام" کا اطلاق غیر انبیاء و ملائکہ کے لیے ممنوع ہے۔

فتاویٰ نوریہ میں ہے: "بہر حال یہ ایک اصطلاحی چیز ہے۔ اس کے لحاظ سے تو غیر فاطمی حضرات سید نہیں بن سکتے۔ ہاں اگر کوئی نئی اصطلاح بن گئی ہو یا بنائی جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اصطلاح جدید سے شرعاً ممانعت نہیں آئی۔ مگر موجودہ اصطلاح کے لحاظ سے پرہیز ضروری ہے اگرچہ وہ علوی کی قید یا حیثیت سے سید کہے جائیں مگر عوام الناس کو ضرور دھوکا لگتا ہے جو اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (پ21، الاحزاب:5) کی خلاف ورزی کی حدود میں پہنچا سکتا ہے۔ ہاں نرا علوی کہلائیں یا شاہ صاحب کہلائیں تو یہ ہو سکتا ہے مگر وہ بھی جبکہ تکبر سے نہ ہو ورنہ کون نہیں جانتا کہ تکبر و غرور حرام ہیں اور جہنم میں

(1) فتاویٰ رضویہ، 29/405-406، رضا فاؤنڈیشن لاہور

پہنچانے والے ہیں۔"(1)

"عزوجل" کا غیر پر اطلاق

ما قبل عبارات میں واضح انداز سے گزر چکا ہے کہ جس طرح حضور اقدس صلَّی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہیں ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں، بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے گا کہ یہ ایسے ہی معروف ہے، اور "عزوجل" یہ لفظ ذکر اللہ کے ساتھ خاص ہو چکا ہے، تو اب اس کے سوا ممانعت ہو چکی ہے۔ لہٰذا، جیسے اس کا غیر پر اطلاق منع ہے تو ایسے ہی "علیہ السلام" کا اطلاق غیر انبیاء و ملائکہ کے لیے ممنوع ہے۔

انبیاء کے لیے "رضی اللہ عنہ" کا اطلاق

یہ بھی گزر چکا ہے کہ "موسیٰ رضی اللہ عنہ" یا "عیسیٰ رضی اللہ عنہ" نہیں کہا جائے گا بلکہ علیہ السلام کہا جائے گا کیونکہ یہ بھی خلافِ عرف ہے۔

"غفر اللہ" کا اطلاق

اسی طرح یوں نہیں کہ جائے گا کہ "ابو بکر غفر اللہ لہ نے فرمایا" یا "حضرت علی غفر اللہ لہ" نے فرمایا، بلکہ رضی اللہ عنہ کہا جائے گا کیونکہ یہ عرف کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس عارض کی وجہ سے اطلاق کی ممانعت ہے۔

حرف آخر

یہ دلائل و شواہد واضح کرتے ہیں کہ دُرود و سلام کا غیر انبیاء کے لیے اطلاق ممنوع ہے اور یہی مسلکِ متوسط ہے۔ نیز مذکورہ بالا دلائل بالاستیعاب ذکر نہیں کیے

(1) فتاویٰ نوریہ، 2/121-122، دار العلوم حنفیہ فریدیہ، اوکاڑہ

گئے بلکہ مخصوص کتب سے منتخب عبارات نقل کی گئی ہیں، وگرنہ اس سے کہیں زیادہ کتب میں اس سے متعلق واضح نصوص موجود ہیں۔ لہٰذا عظمتِ انبیاء کی خصوصیت کو برقرار رکھتے ہوئے، حالات زمانہ کی رعایت اور اہلِ بدعت کی مخالفت کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسی کے مطابق عمل کرتے ہوئے صرف انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ ہی دُرود و سلام کو استقلالاً ذکر کریں۔ ائمہ اہلِ بیت و دیگر صالحین کے ساتھ استقلالاً نہیں، بلکہ بالتبع یعنی پہلے انبیاء پر ہو، اس کے بعد ذکر کریں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم علیہ توکلت والیہ انیب

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت

4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات

5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات

6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک

10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم

12 علم کے پیاسے لوگ 13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں

14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان

16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں

18 امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں

20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی 111 نصیحتیں

22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل

26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل

29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت

31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار

34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل

36 شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات

38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیُّوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال

41 مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ کون ؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت

43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قرآن و حدیث کی روشنی میں

45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں

47 حضرت خضر نبی یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو

49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت

52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق

54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ و خیرات 55 نفسِ اَمَّارہ کی شرارتیں

56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ 57 حُسن و جمالِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم 60 تفسیرِ آیتِ ختم نبوت علمی و تحقیقی رسالہ

61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکر گزاری

65 مایوسی کا علاج 66 حدیثِ ضعیف و حدیث موضوع کی تحقیق 67 ابنِ تیمیہ کون؟

6 ناشکری کا انجام 69 خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات 70 نورانی چہرے

71 فضائلِ مدینہ 72 فضائلِ آبِ زم زم 73 مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ

74 قیمتی اوراد و وظائف 75 موت کی یاد 76 بے نمازی کا عبرتناک انجام 77 ذکر اللہ کے فضائل

78 روح کی غذا 79 غیرِ نبی پر علیہ السلام کا اطلاق علمی و تحقیقی رسالہ

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو

2 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات

3 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا

4 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ افکارِ رضا

MAKTABA AFKAR-E- RAZA

 +923155322470

 /FIQHIMASAIL2526  /SYEDKAMRAN786

 +923169168614  /IAMKAMRANMADANI